۱۹۳۹ء، ۱۹۴۰ء مالی لحاظ سے امتحان کے سال اور عظیم الشان برکات کے موجب ہیں

(فرمودہ ۲۰؍ جنوری ۱۹۳۹ء)

تشہّد ،تعوّذ اور سورۂ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:-

''مجھے تا حال کھانسی کی شکایت ہے۔ گو آگے سے کسی قدر کمی ہو رہی ہے جس کی وجہ سے مَیں خطبہ پڑھانے کے لئے آ گیا ہوں لیکن ابھی اتنا آرام نہیں آیا کہ مَیں متواتر بول سکوں یا یہ کہ میری آواز بلند ہو سکے۔

میں پہلے تو تحریک جدید کے چندہ کے متعلق دوستوں کو توجہ دلانا چاہتا ہوں کہ اب وعدوں کی میعاد ختم ہونے کے قریب آ رہی ہے لیکن بہت سی جماعتیں ابھی ایسی ہیں جنہوں نے ابھی تک جوابات نہیں دیئے۔ گو جن جماعتوں کے جواب آئے ہیں یا جن دوستوں نے اِس چندہ میں شمولیت اختیار کی ہے اُنہوں نے گزشتہ سالوں سے زیادہ حصہ لیا ہے لیکن پھر بھی ابھی تین سَو کے قریب جماعتیں ایسی ہیں جن کی طرف سے جوابات موصول نہیں ہوئے۔ گو یہ اِطلاعات آ رہی ہیں کہ وہ فہرستیں تیار کر رہی ہیں اور جلد ہی تیار ہونے کے بعد بھیج دیں گی۔ اِسی طرح قادیان میں بھی محلّہ جات کی فہرستیں ابھی مکمل نہیں ہوئیں۔

جیسا کہ مَیں پہلے بھی کئی دفعہ بتا چُکا ہوں قادیان کے لوگوں کے لئے خصوصاً اور بیرونجات

کے لوگوں کے لئے عموماً ۱۹۳۹ء اور ۱۹۴۰ء مالی لحاظ سے امتحان کے سال معلوم ہوتے ہیں کیونکہ اِس میں اتنی چندہ کی تحریکیں ہوئی ہیں کہ شائد اِس سے پہلے جماعت میں کبھی بھی اتنی تحریکیں نہیں ہوئیں۔ ماہانہ چندوں کی باقاعدہ ادائیگی بلکہ ان میں زیادتی کا اعلان مرکز سلسلہ کی طرف سے کیا جاچُکا ہے اور بہت سے دوست اِس میں زیادتی کی طرف مائل ہیں گو بہت سے سُست بھی ہیں۔

اِسی طرح تحریکِ جدید کا چندہ علاوہ ان ماہانہ چندوں کے ہے۔ پھر جماعت نے اپنی مرضی سے ایک خلافت فنڈ کھولا ہے جس کا زور بھی اِسی سال پر پڑنا ہے۔ اِس کے علاوہ اللہ تعالیٰ نے ایک امتحان کی یہ صورت بھی پیدا کر دی ہے کہ مہینوں مہینے گزر چکے ہیں مگر بارش نہیں ہوئی۔ ہماری جماعت کا اسّی فیصدی حصّہ زمینداروں کا ہے اور زمینداروں کے لئے یہ ایّام بڑے ہی ابتلا کے ایّام ہیں۔ اُن کی خریف کی آمدنیاں صفر کے برابر رہی ہیں۔ سوائے ان کے جن کی زمینیں نہری علاقوں میں ہیں۔ اِسی طرح اُن کی فصلِ ربیع بھی تباہ ہوتی نظر آتی ہے اور اگر خدا تعالیٰ کا فضل بارش کی صورت میں نازل نہ ہو تو اِس کی صورت بھی بہت خطرناک ہے۔

مَیں چونکہ خود زمیندار ہوں اِس لئے مَیں زمینداروں کی اِس حالت کو خوب سمجھتا ہوں۔ شہری لوگ اِس بات کا اندازہ نہیں کر سکتے کہ زمینداروں کی پچھلی فصل کیسے گزری ہے اور آگے اُن کے لئے کِس قسم کے خطرات ہیں۔ میری اپنی ایک جگہ اڑتالیس ایکڑ زمین کاشت تھی اور دو کنویں بھی اس میں تھے مگر کل آمد اسّی روپے ہوئی ہے اور اِسی آمد میں سے ہی سرکاری لگان بھی ادا کرنا ہے جو سُنا گیا ہے کہ سَو سے بھی زائد ہے۔ حالانکہ کنوئیں بھی اِس زمین میں ہیں اور مَیں سمجھتا ہوں اگر اِس زمین میں یہ دو کنوئیں نہ ہوتے تو کل آمد چار آنے یا دو آنے فی ایکڑ بنتی۔

تو بارانی زمینوں والے آج کل نہایت خطرناک حالت میں ہیں۔ گورداسپور، سیالکوٹ اور گجرات کا علاقہ جہاں ہماری جماعتیں زیادہ تعداد میں پائی جاتی ہیں بارانی علاقہ ہے۔ اِس کے مقابلہ میں لائل پور اور سرگودھا گو چندہ کے لحاظ سے ان ضلعوں سے بڑھ جائیں یا جلسہ سالانہ پر

ان علاقوں کے لوگ زیادہ تعداد میں آ جائیں کیونکہ نہری علاقہ ہونے کی وجہ سے یہاں کے زمینداروں کی مالی حالت عموماً اچھی ہے مگر اصل جماعت کا پھیلاؤ گورداسپور، سیالکوٹ، ہوشیارپور، جالندھر اور گجرات کے ضلعوں میں ہے۔ یہ گویا پانچ ضلعے ہیں جہاں جماعت اچھی خاصی تعداد میں پھیلی ہوئی ہے۔ باقی اضلاع جس قدر ہیں وہ ان سے اُتر کر ہیں۔

اِس میں کوئی شُبہ نہیں کہ اَور بھی ایسے اضلاع ہیں جہاں احمدی معقول تعداد میں پائے جاتے ہیں مثلاً شیخوپورہ اور گوجرانوالہ۔ یہاں اچھی جماعتیں ہیں مگر بہرحال یہ اِن پانچ ضلعوں سے اتر کر ہی ہیں بلکہ حقیقت یہ ہے کہ جماعت کے افراد کی کثرت جالندھر میں بھی نہیں۔ صرف جالندھر کے اتنے حصہ میں ہماری جماعت کے لوگ زیادہ پائے جاتے ہیں جو ہوشیارپور سے ملتا ہے۔ اِس لحاظ سے جماعت کا اصل پھیلاؤ ہوشیارپور میں ہی ہے جالندھر میں نہیں۔ گویا گورداسپور، ہوشیارپور، گجرات اور سیالکوٹ یہ چار ضلعے ایسے ہیں جہاں ہماری جماعتیں کثرت سے پائی جاتی ہیں اور یہ چاروں ضلعے ایسے ہیں جن کے زمینداروں کا تمام تر انحصار بارش پر ہے اور اب ایک لمبے عرصہ تک بارش نہ ہونے کی وجہ سے مالی طور پر ان کی حالت اتنی خطرناک ہے کہ انسان یہ بھی نہیں سمجھ سکتا کہ وہ روٹی کہاں سے کھا رہے ہیں۔ گویا جہاں اور کئی قسم کے ابتلا تھے وہاں ایک آسمانی ابتلا بھی آ گیا۔ بعض دفعہ اللہ تعالیٰ اپنے بندے کا امتحان لینا چاہتا ہے اور وہ یہ دیکھنا چاہتا ہے کہ میرا بندہ کس قدر برداشت کا مادہ اپنے اندر رکھتا ہے۔ جب انسان اِس ابتلا کو برداشت کر لیتا ہے اور دنیا پر ظاہر کر دیتا ہے کہ اِس کی محبت اپنے رب سے اور اِس کا ایمان اپنے خدا پر اتنا مضبوط ہے کہ وہ کسی ابتلا سے نہیں ٹوٹ سکتا تو اللہ تعالیٰ کے فضل اِس پر بارش کی طرح برسنے لگ جاتے ہیں۔ گویا ابتلا کی مثال ایسی ہی ہے جیسے مائیں بعض دفعہ اپنے بچے کو ڈراتی ہیں اور جب وہ ڈر کر رونے لگتا ہے تو اسے گلے سے لپٹا کر آپ بھی رونے لگ جاتی ہیں۔

مؤمن کے ابتلا کی بھی ایسی ہی مثال ہے۔ بعض دفعہ اللہ تعالیٰ اپنے مومن بندے کو ڈراتا ہے مگر جب وہ ابتلاؤں سے گھبراتا نہیں بلکہ قربانی کرتا چلا جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کو اِسی طرح اپنے گلے سے لپٹا لیتا ہے جس طرح ماں اپنے بچے کو گلے سے لپٹا لیتی ہے کیونکہ خدا تعالیٰ

کی محبت اپنے بندہ سے اتنی شدید اور اتنی عظیم الشان ہوتی ہے کہ انسانی محبتیں اِس کے مقابلہ میں کوئی ہستی ہی نہیں رکھتیں بلکہ جس نے خدا تعالیٰ کی محبت کو نہیں دیکھا صرف انسانی محبت کو ہی دیکھا ہے وہ اِس کی محبت کا قیاس بھی نہیں کر سکتا۔ تو یہ ابتلا اپنے اندر ایک عظیم الشان برکت رکھتا ہے۔ بشرطیکہ جماعت اِس امتحان میں پوری اُترے۔ مَیں نے بتایا ہے کہ اِس سال کے ابتلا کا اثر صرف اِس سال تک ہی محدود نہیں بلکہ اگلا سال بھی اِس کے اندر شامل ہے۔ کیونکہ ایک سال کا اثر لازماً دوسرے سال پر پڑتا ہے۔ جو لوگ ایک سال بہت زیادہ قربانیاں کریں اُنہیں دوسرے سال بھی قربانی میں دقّتیں محسوس ہوتی ہیں اور کہیں تیسرے سال جا کر اُن کا اثر دُور ہوتا ہے۔ تو علاوہ اِن ابتلاؤں کے جو جماعتی نظام کے ماتحت ہیں یا اپنی مرضی کے مطابق اختیار کئے گئے ہیں خدا تعالیٰ نے بھی اپنا حصّہ ابتلاؤں میں شامل کر دیا ہے۔ گویا یہ ابتلا چار گوشوں کا ابتلا ہے اور نہایت ہی مکمل اور لطیف ابتلا ہے۔

چندہ عام جو ہے یہ جماعت کی طرف سے چندہ ہے یعنی ایک جماعتی اور نظامی فیصلہ کے ماتحت لوگ چندہ دیتے ہیں اور یہ جماعت کے افراد کی ایک آزمائش ہے۔ جماعت کہتی ہے آؤ ہم اپنے اندر شامل ہونے والوں کی آزمائش کرتے ہیں اور دیکھتے ہیں کہ وہ کہاں تک قُربانی کا مادہ اپنے اندر رکھتے ہیں۔

تحریکِ جدید خود خلیفہ کی طرف سے ہے۔ گویا دُوسری آزمائش خلیفہ کی طرف سے شروع ہے اور اِس نے کہا ہے کہ آؤ میں بھی اِس سال جماعت کی آزمائش کروں۔ خلافت جوبلی کی تحریک نہ جماعت کی طرف سے ہے اور نہ خلیفہ کی طرف سے۔ بعض دوستوں کے دل میں یہ خیال پیدا ہوا اور جماعت کے باقی دوستوں نے اِس خیال کے ساتھ اتفاق کا اظہار کر دیا۔ پس یہ ایک ایسی تحریک ہے جس میں ہر شخص اپنا آپ امتحان لیتا ہے اور دیکھتا ہے کہ وہ کس قدر قُربانی کا مادہ اپنے اندر رکھتا ہے۔ غرض ہماری جماعت کے تمام دوستوں نے اپنے آپ کو انفرادی طور پر اِس امتحان کے لئے پیش کر دیا۔ اُنہوں نے کہا ہمارا امتحان نظام سلسلہ نے بھی لیا، ہمارا امتحان خلیفہ نے بھی لیا۔ آؤ ہم آپ بھی اپنا امتحان لیں۔ تب اللہ تعالیٰ نے عرش سے کہا ہم بھی اِس امتحان میں اپنی طرف سے ایک سوال ڈال دیتے ہیں۔ پس یہ کیسا عظیم الشان

ابتلا ہے جو اِس سال ہماری جماعت پر آیا ہے۔ خُدا نے بھی ہماری جماعت کا ایک امتحان لیا ہے، خلیفہ نے بھی جماعت کا ایک امتحان لیا ہے، نظام سلسلہ نے بھی جماعت کا ایک امتحان لیا ہے اور ہر فرد نے بھی انفرادی طور پر اپنا اپنا امتحان لیا ہے۔ گویا چاروں گوشے جو تکمیل کے لئے ضروری ہیں وہ اِس امتحان میں پائے جاتے ہیں۔ آخر انسان کے تعلقات کی کیا نوعیت ہے۔ اِس کے چار ہی قسم کے تعلقات ہوتے ہیں یا اِس کا اپنے نفس کے ساتھ تعلق ہوتا ہے یا دوسرے انسانوں کے ساتھ تعلق ہوتا ہے یا روحانی یا جسمانی حاکم سے اِس کا تعلق ہوتا ہے اور یا پھر خدا تعالیٰ سے تعلق ہوتا ہے۔ اِس سال یہ چاروں ہی ابتلا آ گئے۔

جماعتی امتحان بھی جاری ہے، خلیفہ کا امتحان بھی جاری ہے، خود اپنے نفس کے امتحان کے لئے بھی جماعت کے ہر فرد نے اپنے آپ کو پیش کر دیا ہے۔ صرف اللہ تعالیٰ کا ایک امتحان رہتا تھا سو یہ تینوں ابتلا دیکھ کر اللہ تعالیٰ نے کہا آؤ ہم بھی اُن کے سامنے ایک امتحانی پرچہ رکھ دیتے ہیں۔ پس اِس نے بھی جماعت کا ایک امتحان لیا اور اِس طرح ہمارے امتحان کے چار پرچے ہو گئے۔ اب وہ شخص جو اِن چاروں پرچوں میں پاس ہو جائے اُس سے زیادہ خوش نصیب اور کون شخص ہو سکتا ہے؟

پس آج ہماری جماعت میں سے ہر شخص کے لئے ضروری ہے کہ وہ جماعتی امتحان میں بھی کامیاب ہو، خلیفہ کے امتحان میں بھی کامیاب ہو، نفس کے محاسبہ کے امتحان میں بھی کامیاب ہو اور خُدا تعالیٰ کے امتحان میں بھی کامیاب ہو۔ بے شک یہ امتحان سخت ہے۔

ایک نہیں چار امتحان ہیں لیکن پھر اِن چاروں امتحانوں کے بعد کوئی قسم امتحان کی باقی نہیں رہ جاتی۔ الٰہی امتحان بھی اِس سال ہو رہا ہے، ملّی امتحان بھی اِس سال ہو رہا ہے، ذاتی امتحان بھی اِس سال ہو رہا ہے اور خلیفہ کی طرف سے بھی امتحان اِس سال ہو رہا ہے۔ پس جیسا کہ مَیں نے بتایا تھا یہ دو سال مالی لحاظ سے بہت سخت ہیں اور آثار بتاتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اِن کو اور بھی زیادہ سخت کر دیا ہے مگر خُدا تعالیٰ کے امتحان کی شمولیت بڑی برکتیں رکھتی ہے۔ دُنیا میں بھی بعض لوگ جب کسی امتحان میں شامل ہو جائیں تو بعد میں اُن کی ترقی کے بڑے بڑے سامان پیدا ہو جاتے ہیں اور کئی خرابیاں برکتوں کا موجب بن جاتی ہیں۔ جب جنگِ عظیم ہوئی ہے

اُس وقت انگریزوں اور فرانسیسیوں کی فتح کے آثار جب جرمن حکومت نے دیکھے تو اُنہوں نے بے تحاشا امریکن جہازوں پر حملے کر دیئے جس کا نتیجہ یہ ہؤا کہ آخر امریکہ بھی لڑائی میں کُود پڑا۔ بعد میں لوگوں کو جرمن والوں کی اِس چالاکی کا علم ہؤا کہ اُنہوں نے کیوں امریکن جہازوں پر حملے کئے تھے۔

اصل بات یہ ہے کہ جرمن والوں نے یہ سمجھا کہ فرانسیسیوں اور انگریزوں سے ہمارے پُشتینیلے جھگڑے چلے آتے ہیں اور یہ بقول پنجابی زمینداروں کے ہمارے ''بنّے'' کے شریک ہیں۔ اگر صرف یہی لڑائی میں شامل رہے تو یہ صلح کے وقت اتنی کڑی شرطیں رکھیں گے کہ ہمیں پیس ڈالیں گے لیکن اگر اِس جنگ میں امریکہ بھی شامل ہو گیا تو امریکہ کو چونکہ ہم سے نہ کوئی شراکت ہے اور نہ کوئی پُرانی دُشمنی، اِس کے علاوہ ایک کروڑ کے قریب وہاں جرمن بھی رہتے ہیں جن کا امریکہ والوں پر اثر ہے اِس لئے اگر وہ جنگ میں شامل ہو گیا تو صُلح میں بھی لازماً شامل ہوگا اور جب وہ صلح میں شامل ہوگا تو وہ صلح کے وقت اتنی کڑی شرائط نہیں رکھنے دے گا اور وہ ضرور کچھ نہ کچھ نرمی کرے گا۔ چنانچہ واقع میں ایسا ہی ہؤا۔ اِس جنگ میں امریکہ کی شمولیت کی وجہ سے صلح کے وقت بہت نرم شرطیں طے ہوئیں۔ ورنہ پہلے ان کے جو کچھ ارادے تھے اُس کا پتہ اِس امر سے لگ سکتا ہے کہ مسٹر لائڈ جارج نے ایک تقریر میں یہاں تک کہہ دیا تھا کہ ہم سیب کو اتنا نچوڑیں گے کہ اِس کے بیج بھی چیخ اُٹھیں گے۔ یعنی ہم جرمنی کو اتنا ذلیل کریں گے اور اِس سے اتنا روپیہ وصول کریں گے کہ اس کی ہڈیاں کھوکھلی کر دیں گے۔ تو بندوں کے ابتلاؤں کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے ابتلا کا شامل ہو جانا ایک بہت بڑی برکت کا پیش خیمہ ہے کیونکہ بندوں کو دوسرے بندوں پر رحم آئے یا نہ آئے۔ کیونکہ کِسی انسان کو کیا پتہ کہ دُوسرے کو کیا تکلیف ہے اور اِس نے کِن مخالف حالات میں قربانی کی ہے۔ اللہ تعالیٰ کو ضرور رحم آجاتا ہے کیونکہ وہ عالم الغیب ہے اور وہ جب کوئی ابتلا اپنے بندوں پر وارد کرتا ہے تو ساتھ ساتھ عالِم الغیب ہونے کی وجہ سے اُن کے حالات بھی دیکھتا جاتا ہے اور جب اُسے رحم آتا ہے تو وہ اگلی پچھلی تمام کسریں نکال دیتا ہے۔ جیسے قرآن کریم میں آتا ہے کہ حضرت یوسف علیہ السلام کے زمانہ میں ایک بادشاہ کو یہ خواب دکھایا گیا کہ سات سال قحط پڑے گا مگر جب سات سال

گزر جائیں گے تو اللہ تعالیٰ کو رحم آئے گا اور وہ پچھلے سارے نقصانات پورے کر دے گا۔[2] تو اگر صرف بندوں کے امتحان ہوتے تو وہ تم کو بدلہ نہیں دے سکتے تھے۔ مثلاً جماعت چندوں کے مقابلہ میں تمہیں کیا دے سکتی ہے؟ یا مَیں تحریک جدید کے بدلہ میں تمہیں کیا دے سکتا ہوں؟ یا خلافت جوبلی فنڈ میں حصہ لینے کی وجہ سے وہ لوگ تمہیں کیا بدلہ دے سکتے ہیں جنہوں نے یہ تحریک کی۔ انسانوں میں سے کوئی ان چیزوں کا بدلہ نہیں دے سکتا۔

پس جب کوئی انسان اِس کا بدلہ نہیں دے سکتا تو اللہ تعالیٰ نے خود اپنا حصّہ اِس میں ڈال دیا اور خدا تعالیٰ جب لیا کرتا ہے تو وہ دیا بھی کرتا ہے۔ خدا تعالیٰ نے کہا جماعت پر اِس وقت تین ابتلا ہیں۔ آؤ میں بھی اِن ابتلاؤں میں اپنی طرف سے ایک اور ابتلا کا اضافہ کر کے شامل ہو جاؤں تا کہ اِن کی قُربانیاں بے بدلہ کے نہ رہیں اور میری طرف سے اِنہیں اتنا کثیر بدلہ مل جائے جو باقی کی تین قربانیوں کے بدلہ پر بھی حاوی ہو جائیں۔

پس گو بظاہر قحط کے آثار نہایت خطرناک نظر آتے ہیں مگر روحانی نقطۂ نگاہ سے اِس میں بہت بڑی برکات پوشیدہ ہیں اور اب جماعت کے ابتلا ایسے نہیں رہے جو بے بدلہ کے رہ جائیں۔ اب خدا خود اِس امتحان میں شامل ہو گیا ہے اور جب خدا کسی امتحان میں شامل ہو جائے تو رَحْمَتِیْ وَسِعَتْ کُلَّ شَیْءٍ [3] کے مطابق ابتلاؤں کا انجام رحمت ہی ہؤا کرتا ہے۔

چونکہ میرا گلا بیٹھتا چلا جا رہا ہے اِس لئے میں کوئی اور بات نہیں کر سکتا ورنہ ایک دو باتیں اَور بھی مَیں نے کہنی تھیں۔ اب میں اِسی پر اپنے خطبہ کو ختم کرتا ہوں اور اللہ تعالیٰ سے دُعا کرتا ہوں کہ وہ اپنے فضل سے ہمیں کسی ایسے ابتلا میں نہ ڈالے جو ہماری تباہی کا موجب ہو بلکہ ہمارے سارے ابتلا خواہ وہ خدا تعالیٰ کی طرف سے ہوں یا خلیفہ کی طرف سے، نظام کی طرف سے ہوں یا افراد کی طرف سے۔ جماعت کی بہتری اور اس کی ترقی کا موجب ہوں اور وہ نہ صرف ہمیں روحانی اور ایمانی برکات کا وارث بنانے والے ہوں بلکہ مالی اور جسمانی طور پر بھی ہر قسم کے فوائد سے ہمیں متمتع کرنے والے ہوں اور ہماری قُربانیاں اُس بیج کی طرح ہوں جو بہتر سے بہتر ہوتا ہے، بہتر سے بہتر زمین میں ڈالا جاتا ہے اور بہتر سے بہتر کوشش اور محنت کے بعد صحیح موسم میں اچھے سے اچھا پانی لے کر پیدا ہوتا ہے اور اللہ تعالیٰ ان قربانیوں کے بدلہ میں

اگر ہمیں انعامات عطا فرمائے تو ہمیں توفیق بخشے کہ ہم اِس کے احسانات کی شکر گزاری کرتے ہوئے اِن نعمتوں کو بھی اِس کے راستہ میں قربان کر دیں اور اپنے ایمان کا دنیا کو زیادہ سے زیادہ بہتر نمونہ دکھائیں۔'' (الفضل ۸؍فروری ۱۹۳۹ء)

---

۱ پشتینی: موروثی، خاندانی، قدیمی

۲ وَقَالَ الْمَلِكُ اِنِّيْٓ اَرٰى سَبْعَ بَقَرٰتٍ سِمَانٍ يَّاْكُلُهُنَّ سَبْعٌ عِجَافٌ وَّ سَبْعَ سُنْۢبُلٰتٍ خُضْرٍ وَّ اُخَرَ يٰبِسٰتٍ ؕ يٰٓاَيُّهَا الْمَلَاُ اَفْتُوْنِيْ فِيْ رُءْيَايَ اِنْ كُنْتُمْ لِلرُّءْيَا تَعْبُرُوْنَ۝ (یوسف:۴۴)

۳ الاعراف:۱۵۷